اسلامی حکومت پر امریکہ اس لیے بھی ان دنوں حملہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ان کے حلیف اور ایجنٹ مسعود اور شمالی اتحاد کے آخری سازشی گڑھ وادی پنجشیر پر کاری ضرب مومنانہ لگانا چاہتے ہیں۔ اگر مسعود کا لعنتی کردار افغانستان میں ختم ہو گیا تو پورا افغانستان امن و آشتی کا ایک جنت نظیر گہوارا بن جائے گا اور امریکہ کے تمام شیطانی منصوبے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائینگے۔ اسامہ بن لادن اور طالبان حزب اللہ کی جماعت میں سے ہیں کامیابی اور سرخروئی ہمیشہ اسی جماعت کے حصہ میں آئی ہے۔

"الا ان حزب اللہ ہم المفلحون" اور ذلت و ناکامی حزب الشیطان کا مقدر ہے۔

ارادے جن کے پختہ ہو نظر جن کی خدا پر ہو تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آہ! حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ کی جدائی

بر صغیر کے مشہور علمی اور تاریخی خانوادے کا آخری چراغ بھی گذشتہ ہفتہ باد فنا کی زد میں آکر ہمیشہ کیلئے بجھ گیا۔ ع اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخ زیبا لے کر

لم و دانش اور فکر و آگہی کے اس چراغ کا نام حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیل رحمہ اللہ تھا۔ آپ کا اندانی تعلق شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کے اہم ترین اور معتمد شاگرد اور مخلص ادم اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل رحمہ اللہ سے تھا۔ آپ انکے بھتیجے تھے اور دار العلوم دیوبند کے مشہور اور ممتاز استاذ حضرت مولانا عبدالحق نافع گلؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان بڑی اور ظیم نسبتوں کے ساتھ ساتھ خود مولانا مرحومؒ بھی ایک گوہر یکتا تھے۔ آپ قدیم و جدید علوم سے ، صرف آراستہ بلکہ ان میں ایک اتھارٹی سمجھے جاتے تھے۔ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے ند فراغت حاصل کی اور مدینہ یونیورسٹی سے بھی فیض یاب ہوئے ۔ اس کے علاوہ دیگر عصری لوم کی ڈگریاں انہوں نے اعلیٰ نمبرات کے ساتھ حاصل کیں۔ ابتدا ہی سے حضرت مولانا یوسف وری رحمہ اللہ کی خصوصی شفقتیں آپ کے شامل حال رہیں۔ اور آپکی زبردست علمی تربیت ولانا بنوری رحمہ اللہ کے طفیل ہوئی۔ مولانا بنوریؒ ان کی عربی دانی پر ہمیشہ فخر کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق نافع رح بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے عبداللہ کی قربت پر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ مرحوم رح نے درس و تدریس کے ساتھ عمر بھر رشتہ نبھائے رکھا۔ عرصہ سے اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کیلئے اپنی خدمات وقف کی ہوئی تھیں اور آجکل آپ یونیورسٹی کے ڈپٹی ریکٹر تھے۔ کئی ہزار طلباء کو آپ سے علمی فیض پہنچا۔ نائیجریا میں بھی پانچ برس تک یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم رح کو علامہ زاہد الکوثری رح کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت تھی۔ علامہ کوثری رح کی کئی کتابوں کے متن آپ کو ازبر تھے۔

ماہنامہ الحق کیلئے اسکے ابتدائی برسوں میں باقاعدگی کے ساتھ متعدد علمی موضوعات پر مقالات اور مضامین لکھتے رہے۔ اور ایک دلچسپ سفرنامہ "چند ہفتے دیار عرب میں" ان کے قلم سے نکلا۔ مولانا مرحوم رح کا دوستانہ تعلق حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ لازوال تھا۔ ان دونوں کے علمی و فکری اشتراک اور ذوق نظر کی جھلک ہمیں مولانا آزاد رح اور مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی رح کی دوستی میں ملتی ہے۔ ان کے درجنوں مکاتیب اسکے شاہد ہیں۔ اس تعلق کا اب بہت کم حضرات کو علم ہوگا کہ مولانا مدظلہ کے چند گنے چنے دوستوں میں سے مولانا عبداللہ کاکاخیل رح تھے۔ لوگ انہیں یک جان و دو قالب سمجھتے۔ آپ دونوں بچپن کے جگری دوست تھے۔ اور انکے تیسرے ساتھی حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی (سابق منسٹر) تھے۔ ان تین حضرات کی دوستی ضرب المثل تھی۔ کبھی کبھی انکے گاؤں میانگانو سیری نزد سخاکوٹ میں اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل مرحوم رح کے ہاں حضرت مولانا یوسف بنوری رح بھی تشریف لاتے۔ حضرت علامہ عبدالحق نافع رح بھی موجود ہوتے۔ ان اساطین ثلاثہ کی محفل میں مولانا عبداللہ کاکاخیل رح، مولانا قاری سعید الرحمان مدظلہ اور حضرت والد صاحب مدظلہ کی دوستی سے تینوں اکابر بے حد لطف اندوز ہوتے۔ مولانا بنوری مرحوم رح فرمایا کرتے تھے کہ تینوں مشہور عرب شاعر کے "ثلاث الاثافی" کے مصداق ہیں۔ افسوس کہ یہ تکون بھی ٹوٹ گئی کہ ع ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں زندگی کی کئی منازل ان حضرات نے ایک ساتھ طے کیں۔ افسوس کہ کواکب کی اس کہکشاں پر اجل کی نظر کیوں اتنی جلدی پڑ گئی۔ دیکھیے قلندر ساغر صدیقی نے ان اشعار میں کیا قیامت ڈھائی ہے۔

گل ہوئی شمعِ شبستاں چاند تارے سوگئے موت کے پہلو میں شام غم کے مارے سوگئے
جن کے دم سے بزم ساغر تھی حریف کہکشاں اے شب ہجراں کہاں وہ ماہ پارے سوگئے

مرحومؒ کی شخصیت میں انتہائی سادگی اور ملاحت اور دل آویزی موجود تھی۔ حُسن وجمال اور خوبصورتی کا ایک تراشہ ہوا پیکر تھے۔ آخری وقت میں بھی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔ جوکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی پہچان ہے۔ ؎

نشان مرد مومن باتو گویم چو مرگ آید تبسم بر لب او

بلا کی گرمی اور سخت دھوپ میں جنازہ کے وقت بادل آسمان پر سایہ فگن ہوئے۔ جوکہ ایک بڑی بابرکت علامت ہے۔ آپؒ کی اس اچانک وفات کی طلاع اتنی اندوہناک تھی کہ والد ماجد اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے۔ واپسی میں شدید بخار نے آلیا اور آج پانچویں دن تک آپ صاحب فراش ہیں۔ جنازہ میں استاذ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب (جو ان کے خصوصی دوست تھے) اور قاری سعید الرحمان صاحب کو ساتھ لیے پہنچ گئے۔ تدفین کے بعد اپنے صدیق حمیم کی قبر پر حاضرین کے اصرار پر چند تعزیتی کلمات بھی لڑکھڑاہٹ سے بمشکل ادا کر سکے۔ ہم سب ساتھ تھے واپسی میں فرمایا کہ میرے سامنے متمم بن نویرہ اور ان کے بھائی مالک بن نویرہ کا منظر آیا اور جی چاہا کہ چیخ چیخ کر وہی مرثیہ دہراؤں جو متمم نے اپنے جگری دوست اور بھائی کے قبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ :

وکنا کندمانی جذیمة حقبة من الدهر حتی قیل لن یتصدعا
فلما تفرقنا کانی و مالکا بطول اجتماع لم نبت لیلة معا

مرحومؒ کی اچانک جدائی سے علمی دنیا کو بہت نقصان پہنچا ہے خصوصاً اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کو ایک بڑے خلا کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ مرحومؒ کے صاحبزادگان میں سے کوئی اپنے والد، دادا اور عظیم خاندانی بزرگ مجاہد مولانا عزیز گلؒ کی علمی اور دینی مسند کا صحیح جانشین بن سکے۔ اور وجعلها کلمة باقیةً فی عقبه کا مصداق بن سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆